آلِ سعود اور خدمتِ حرمین شریفین

اسلام کا آفتابِ عالم تاب کتاب اللہ، سنت وحدیثِ رسول اللہ ﷺ کے صحفِ مطہرہ کے زریں اوراق سے نمودار ہو کر رہتی دنیا تک انسانیت کی آخری آسمانی ہدایت کے واسطے نور بیز ہے۔ جہالت وضلالت کی تاریکیاں اس سے ہمیشہ شکست کھاتی رہی ہیں اور تا ابد یہ شکست و ہزیمت ان کا مقدر رہیں گے۔ شرارِ بولہبی، نورِ ہدایت سے ہمیشہ ستیزہ کار رہے گا مگر چراغِ مصطفویؐ، شیاطین کی پھونکوں سے بجھا ہے نہ بجھے گا کیونکہ اس سراجِ منیر کی حفاظت کی ذمہ داری، اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اگر کوئی مسلم یا غیر مسلم اس آخری ہدایت کی تلاش وجستجو کا عہد کر کے اٹھے تو اسے دعوت اسلامی کی اصلی اور سچی تصویر بغیر کسی طویل جد وجہد کے قرآن مجید اور صحاحِ ستہ میں مل جائے گی۔ مزید لطف وکرم الٰہیہ یہ ہے کہ اس سرچشمہ اسلام میں آج تک کسی آلودگی کا وجود نہیں پایا گیا۔ شیاطین نے دریائے اسلام میں بدعات کی غلاظت ملانے میں بے شک جزوی کامیابی حاصل کر لی ہے مگر منابع اسلام سے آج بھی اسلام کا آبِ حیات ابل رہا ہے اور داعیانِ حق، حامیانِ حق اور متلاشیانِ حق کی تشنگی کی تسکین کر رہا ہے۔ جن خوش قسمت وسعید ارواح کو اس میٹھے شربت کی حلاوت چکھنے کی سعادت مل چکی ہے وہ کسی قیمت پر بھی شرک وبدعت کی ناپاک آمیزش کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ مزید کرم یہ فرمایا گیا کہ ﴿و لقد یسرنا القرآن﴾ کا اعلان کر کے ﴿فھل من مدّکر﴾ کا پیغام دے دیا گیا۔ کوئی داعیہ لے کر اٹھے تو سہی، اسلام، قرآن وحدیث اور اسوۂ محمدیؐ کی تفہیم آسان پائے گا۔

حضور اقدس ﷺ نے مجرد فلاسفی یا کتابی تھیوری پیش کرنے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ قرآنی تعلیمات پر قائم ایک معاشرہ اور ایک حکومت پیش کی تھی خلافتِ راشدہ کے دوران اپنی اصل شکل میں موجود رہے تھے۔ سنتِ الٰہیہ یہی ہے کہ اسلام کی کتابی دعوت کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر دور میں اس کی عملی سماجی تصویر اور تعبیر کو کرۂ ارض پر دورِ انحطاط میں بھی برقرار رکھا جائے۔ اموی اور عباسی حکومتیں بے شک موروثی

بادشاہتیں تھیں لیکن یہ صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی حکومتیں تھیں اور اس دور میں بحیثیت مجموعی قرآن کا دستور نافذ العمل رہا لیکن عجمی اثرات کی حیلہ گری نے اسلام کے مقابل بقول علامہ اقبال حقیقت وطریقت کے نام سے ایسے کئی سسٹم کھڑے کردیئے کہ سب کچھ خرافات میں کھوگیا۔ یہ بتانِ عجم کی نئی آزری تھی اور ترکی کی عثمانی خلافت کے دور میں جو بظاہر خلافتِ اسلامیہ تھی مگر حقیقت یہ تھی کہ اب ارضِ مقدس حجاز میں چپے چپے پر غیراللہ کے استھان قائم ہوگئے تھے اور بیت اللہ شریف سے دوری کے بے شمار اڈے قائم ہوچکے تھے۔ یہ خلافت برائے نام تھی اور اسلام سے اس کا تعلق اتنا کمزور تھا کہ جب اسے اتاترک نے ختم کیا تو اسلامی برقعہ کو انقرہ کے چوک میں نذرِ آتش کر کے اپنی اسلام بے زاری کا ثبوت دیا اور ترک قوم سے اتاترک کا خطاب پایا۔ ایسے میں کون تھا جو اس کا ہاتھ پکڑتا اور یہی حشر ایران کے رضا شاہ کبیر نے تہران چوک میں چادرِ زہرا کا کیا تھا۔ تمام عجمی علاقوں میں تصوف، اسلام پر اس حد تک غالب آگئی تھی کہ عوام ایسے علما کی بات تک سننے کو تیار نہ تھے جن کا تعلق کسی صوفی سلسلے سے نہ تھا اور جن کے نام کے ساتھ قادری، چشتی وغیرہ کا لاحقہ نہ ہوتا۔ سرزمین حجاز بھی ان تجاوزات سے محفوظ نہ رہی تو سنتِ الٰہیہ کو غیرت آئی اور اس نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کو شرک کے اڈے مٹانے اور غیراللہ کے باب الحوائج بند کرنے کا داعیہ بخشا۔ انہوں نے اپنے مواعظِ حسنہ کی دل نشین دعوت سے عوام کے دلوں سے بدعات کا زنگ دھویا اور غنچہ توحید کی از سرِ نو آبیاری کی اور گلشنِ اسلام گلہائے توحید اپنی رعنائیوں، رنگینیوں اور دل فریبیوں کے ساتھ مسکرانے لگے اور توحید کے بہت سے پروانے ان کے گرد جمع ہوگئے۔

یہ وہی زمانہ تھا جس میں جزیرۃ العرب طوائف الملوکی کا شکار تھا اور برطانیہ اپنی روائتی فتنہ گری سے اس سیاسی خلفشار کو ہوا دینے کیلئے کبھی ایک اور کبھی دوسرے قبائلی سردار کے سر پر ہاتھ رکھ دیتا تھا۔ مولانا موصوف نے نہایت دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے توحید پرست اور ماحی بدعت دے دیا۔

شاہ عبدالعزیزؒ سے سیاسی و اسلامی عہد باندھا جنہوں نے بتائیدالٰہیہ تمام فتن پر قابو پانے کے بعد ایک مرکزی حکومت قائم کرنے کی سعادت پائی اور آلِ سعود کی حکومت کے تیسرے سنہری دور کی داغ بیل ڈالی جو الحمد للہ آج تک قائم اور ان شاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ ملک عبدالعزیز اپنی خانگی زندگی میں فقر محمدی کی تصویر تھے۔ مٹی کے محل میں قیام پذیر رہے اور اپنے حرم میں کبھی چار سے زائد ازواج نہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے کثرتِ ابنا سے نوازا اور آج تک ان کے بیٹے ہی سریر آرائے سلطنت چلے آ رہے ہیں۔ ملک الفیصل کا عہد آلِ سعود کیلئے بڑا مبارک ثابت ہوا جس میں صحرائے عرب نے تیل کے چشمے اگل دیئے اور ملک میں دولت کی ریل پیل ہوگئی اور سعودی عرب ترقی وتعمیر کی نئی جہتوں سے آشنا ہوا۔

آلِ سعود کے تمام بادشاہوں نے حرمین شریفین کی خدمت اپنا شعار بنایا مگر خادمِ حرمین شریفین کا لقب اختیار کرنے کی سعادت شاہ فہد بن عبدالعزیز کے حصہ میں آئی اور اسی خدمت کو اپنے لئے سب سے بڑا اعزاز سمجھا۔ اسلام سے ان کی محبت کا یہ عالم ہے اور بیت اللہ سے عقیدت کا یہ ثبوت ہے کہ بادشاہ وقت یا اس کا نائب خانہ کعبہ کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا اور اس کا غلاف تبدیل کرتا ہے۔

آلِ سعود کے تمام عظیم القدر بادشاہ بیت اللہ شریف کی وہی خدمت سرانجام دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام کے ذمہ لگائی تھی اور اس گھر کا طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے اتنا مصفی اور منزہ کر کے رکھا ہے کہ فرش پر اس مقامِ علیا سے بڑھ کر کوئی جگہ نہیں ہے۔ آل سعود جو دراصل آلِ عبدالعزیز ہے، حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ کی توسیع وتزئین و آرائش میں ہمیشہ مصروفِ عمل رہتی ہے انہیں حجاج کرام اور زائرین عظام کی سہولت کے واسطے کشادہ سے کشادہ کرتی رہتی ہے اور حجاج کی روزافزوں تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے مطاف کو تین منزلہ کر دیا ہے۔ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف کی توسیع کے راستے میں ارب ہا ریال سے بنائی گئی کثیر المنازل عمارات کو پیوندِ زمین کرنے میں کبھی کوئی تردد یا تامل روا نہیں رکھا گیا ہے سعودی حکومت کے سرکاری خزائن کے دروازے اس کارِ خیر پر صرفِ کثیر کیلئے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ ہر حکمران نے خدمت حرمین شریفین میں اپنے پیشرو کی بے مثل خدمات پر بیش بہا اضافے کئے ہیں اور موجودہ فرماں روا خادم حرمین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اپنی خدمات جلیلہ کو ایسی رفعت و بلندی پر پہنچا دیا ہے کہ جس سے آگے شاید کوئی بلندی اور عروج باقی ہی نہیں ہے۔

سعودی فرماں روا بجا طور پر پورے عالم اسلام کے مذہبی قائد کہلانے کے حقدار ہیں کیونکہ ملتِ ابراہیمیؑ کے کسی ایک فرد کو کانٹا بھی چبھ جائے تو اس کی ٹیس شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز محسوس کرتے اور اس کے درد کا درماں کرنے کو تڑپ اٹھتے ہیں۔ کشمیر، افغانستان اور فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت میں اربوں

کھربوں ڈالر خرچ کرنا موجودہ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کا طرۂ امتیاز ہے۔

تمام سعودی فرمانروا پاکستان سے وہی محبت رکھتے ہیں جو انہیں اسلام اور سعودی عرب سے ہے وہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ اور اس کی فوجی و جوہری صلاحیت کو اپنی طاقت اور اپنے لئے باعثِ فخر قرار دیتے ہیں۔ پاکستان کی مدد کرنا، انہوں نے اپنے اوپر لازم اور اس کی معیشت کو مضبوط کرنا اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے۔ حال ہی میں ان کی ڈیڑھ ارب ڈالر کی خطیر امداد، ہماری معیشت کی رگوں میں تازہ خون ثابت ہوئی اور ڈالر کے مقابلے میں ہمارے روپے کی قدر بڑھنے لگی۔

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل میں موجودہ بادشاہ، ملک عبداللہ بن عبدالعزیز سمیت ہر سعودی حکمران نے پاکستان کی مدد کی ہے اور میاں نواز شریف کو مشرف کے پنجۂ استبداد سے چھڑانے اور انہیں اپنے ہاں معزز مہمان بنا کر اخوت اسلامی کا ثبوت دیا۔ نشر و اشاعت اسلام اور روئے زمین پر تمام مثبت اسلامی تحاریک کی اخلاقی اور مالی مدد کرنا، سعودی حکومتوں کی زریں پالیسی رہی ہے اور ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب کو یہ باہمی اعتماد بھی حاصل ہے کہ تمام بین الاقوامی امور میں دونوں ممالک ایک ہی پالیسی پر عمل پیرا ہوتے اور یکساں مؤقف اپناتے ہیں۔

او۔آئی۔سی کے تمام اخراجات کا نصف سعودی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔ یہ تنظیم عالمی سطح پر مسلمانانِ عالم کا تحفظ کرتی اور ان کے حقوق کی بازیابی کیلئے اقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل میں اپنی مؤثر آواز بلند کرتی ہے جس کا وجود سراسر سعودی فرماں رواؤں کی فراخدلانہ مالی امداد کا مرہون منت ہے۔

سعودی عرب کی ترقی کا تذکرہ، دفتروں کا محتاج ہے اس مختصر سے مضمون میں اس ترقی کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ہم صرف چند اشارے ہی کر سکتے ہیں کہ اب سعودی عرب میدانِ صنعت میں بھی بڑے بڑے قدم اٹھا رہا ہے۔ اس کی برآمدات صرف تیل تک محدود نہیں۔ یہ سعودی بادشاہوں کا حسن نیت ہے کہ عرب کے صحرا، اب گندم اگاتے اور برآمد بھی کرتے ہیں۔ سعودی عرب ٹیکسٹائل اور فولاد کے میدان میں بڑی سرعت سے آگے بڑھ رہا ہے اور اس کی معیشت، امریکہ سے زیادہ مضبوط ہے۔

سعودی حکمران اپنے عوام کو جو سہولیات دے رہے ہیں وہ یورپ اور امریکہ کے شہری خواب و خیال میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ تعلیم، صحت اور علاج معالجہ کیلئے ایسے ایسے سرکاری شفاخانے مفت خدمات بہم پہنچا

رہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور اس سہولت سے حاجی اور زائرین بھی سعودی شہریوں کی طرح متمتع ہوتے اور سعودی عرب کے گن گاتے ہیں۔ دوران حج وعمرہ، جتنے غیر ملکی حاجی یا زائرین، داعی اجل کو لبیک کہیں، ان کا کفن دفن حکومت سعودیہ ادا کرتی اور غریب الدیار حاجیوں کو کوئی پریشانی نہیں اٹھانا پڑتی۔

سعودی ایئر لائن دنیا کی بہترین سروسز میں شامل ہے، ملکی انتظام، اسلامی قوانین کے تحت چلتا ہے اور قانون کا استعمال اسلامی انصاف کی ترازو پر تول کر کیا جاتا ہے اور شاہی خاندان کے افراد اس سے مستثنیٰ نہیں ہوتے۔ مرحوم ومغفور شاہ فیصل کو حقیقی بھتیجے نے شہید کیا تو اس کی گردن بھی جلاد کی تلوار سے بچ نہ سکی۔

لوگ اسلامی قوانین کو سخت بلکہ بعض واہیات انسان انہیں وحشیانہ کہتے ہیں جبکہ سعودی عرب میں انہی قوانین کی برکت ہے کہ وہاں جرائم الشاذ کالمعدوم ہیں۔

موجودہ سعودی عرب، آلِ عبدالعزیزؒ کی حکمرانی میں کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ ﷺ کی آسمانی ضمانت کا حق ادا کر رہی ہے اور جس طرح ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر واجب کر رکھی ہے، ٹھیک اسی طرح مشیت ایزدی یہ بھی ہے کہ اس کی زمین پر ایک ایسا خطہ بھی ہمیشہ موجود رہے جہاں قرآن وسنت جامۂ عمل میں نافذ و حاکم ہو اور یہ خطہ اسلام کے دو منابع مکہ ومدینہ کی ارض مقدس سے بڑھ کر کون ہو سکتا تھا چنانچہ سرزمین حجاز مقدس، ان لوگوں کو مسکت جواب دے رہی جو یہ کہتے ہیں کہ ماڈرن ایج (Moder Age) میں اسلام کا قانون و تہذیب انقلابی تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سعودی عرب کی جیتی جاگتی تصویر رکھ دی ہے کہ دیکھو! عرب میں پردہ اسلام جاری وساری ہے۔ نظامِ صلوٰۃ عرب کے رگ وریشے میں قائم ہے۔ خود نمازی اور بچہ بچہ نمازی ہے۔ حکومت ہر مسجد کی خود متولی اور منتظم ہے۔ کوئی مسجد چندے سے نہیں بنتی اور چلتی۔ اذان ہوتے ہی پورا نظامِ حیات معطل ہو جاتا ہے۔ دکان بند اور بندے بارگاہِ قدس میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک سرِ راہ کی مساجد مسافر نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ اوقاتِ نماز میں سعودی دفاتر بند اور اہلکار بارگاہِ قدس میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ حرمین شریفین کے آئمہ کرام کو گورنر کا درجہ حاصل ہے۔ یوں پورے عرب میں ایک بھی مسلمان خاتون بے برقعہ اور بے پردہ نظر نہیں آتی۔ زنا، بدکاری، شراب نوشی اور نشہ بازی کا تصور تک ناپید ہے اور پھر سعودی عرب میدانِ ترقی میں تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس طرح سے ثابت ہوا کہ اسلام کا پردہ، اسلام کی نماز، اسلام کا حج، اسلام کی حیا اور اسلام کا فوجداری قانون مسلمانوں کی ترقی کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ مظاہر، جس کا جی چاہے، سعودی عرب میں دیکھ لے اور اس کا سارا کریڈٹ سعودی فرمانرواؤں کو جاتا ہے۔

سعودی گورنمنٹ قدیم و جدید اسلامی کتب، تواریخ، تفسیر و ترجمہ قرآن، امت کی رہنمائی کیلئے فتاویٰ، صحاحِ ستہ وغیرہم کی طباعت پر بھاری بجٹ لگاتی اور مسلمان ممالک میں بولی جانے والی زبانوں میں چھاپ کر مفت تقسیم کرتی ہے۔ ان کی یہ گراں قدر خدمت آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سعودی فرمانرواؤں نے اپنے عمل سے ثابت کر رکھا ہے کہ اگر نیت نیک ہو اور مسلمان اقوام میں سچی طلب اور تڑپ موجود ہو تو اسلام آج بھی اسی طرح تمام شعوبِ حیات میں ترقی کی ضمانت ہے۔ جس طرح 1434 سال پہلے تھا کیونکہ اسلام کسی انسانی تجربے یا عمرانی فلسفے کی پیداوار نہیں بلکہ اس خالق کا مقرر کردہ نظامِ حیات جو اس انسان کی تمام جسمانی، عمرانی، معاشی و معاشرتی، سیاسی و تمدنی ضرورتوں اور تقاضوں سے آگاہ ہے جو اس نے اپنی اس مخلوق کے اندر خود ہی پیدا کئے ہیں۔

ہم تمام مسلمانانِ پاکستان اور خصوصاً مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور جامعہ علوم اثریہ جہلم کی طرف سے سعودی فرمانروا شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی خدمتِ عالیہ میں اور تمام سعودی عوام کو سعودی عرب کے یوم الوطنی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اسلام کے واسطے ان کی خدماتِ جلیلہ اور اسلام سے ان کی عملی محبت پر ان کو سلام پیش کرتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خادمِ اسلام آلِ سعود کی حکمرانی کو استحکام و دوام عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پاکستان کے مسلم عوام و خواص خاکِ حجاز اور سعودی گورنمنٹ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ خادمِ حرمین شریفین کی خدمتِ حجاج اور ان کیلئے اعلیٰ قسم کے انتظاماتِ سفر و حضر پر ان کے حمد سرا رہتے ہیں، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ گویا ہر مقام پر، سعودی اہلکاروں کو اپنی خدمت پر کمربستہ پا کر ان کے حسنِ انتظام کی داد دیتے ہیں مگر شومئی قسمت کہ بعض کم نصیب ان پر انہدام مزارات کا اتہام لگاتے اور اس حوالے سے انہیں وہابی کہتے ہیں۔ ہم فقہ حنفی سمیت کسی بھی فقہ کی توہین نہیں کرتے اور آئمہ اربعہ سے صرف اجتہادی و قیاسی فتاویٰ میں اختلاف رکھتے ہیں جبکہ ہم اپنے دلائل میں بارہا آئمہ اربعہ کی رائے بھی اپنے لئے رہنما کرتے ہیں۔ ہماری وفاؤں، امیدوں اور آرزوؤں کا کعبہ صرف مسجد حرام اور مسجد نبوی ہے۔ ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ ان کے دعویٰ کے مطابق اگر چاروں فقہیں برحق ہیں تو کیا ان میں فقہ حنبلی شامل نہیں ہے؟ پھر کبھی وہ یہ بھی سوچا کریں ان کے غوث الاعظم، پیر دستگیر جن سے وہ ''شیئاًللہ'' کی طلب کرتے حنبلی ہی تو تھے۔

رہی انہدامِ مزارات کی داستان تو یہ برحق ہے اس کا شافی جواب یہی ہے کہ وہ کسی عمارت کا نام لیں جسے رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعمیر کرایا ہو اور سعودی حکومت یا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ؒ نے اسے گرایا ہو، اگر وہ ایسا کردیں تو ہم سعودی حکومت سے اسے دوبارہ تعمیر کرنے کیلئے ان کی ہم نوائی کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکرادا کرتے ہیں جس نے روضہ رسول ؐ کو سجدہ گاہ نہیں بننے دیا اور توحید وسنت کے داعی مسلمان بادشاہوں کو ارض مقدس حجاز پر حکمران کر رکھا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان جیسے قبر پرستوں نے مٹی پھانک کر ہی روضۂ نبی ﷺ کا نام ونشان تک مٹا دیا ہوتا۔ سو سعودی فرمانروا، مشیتِ الٰہیہ سے وہاں حکمران ہیں اور وہی ان کی حکومت کا محافظ ہے۔ و ما علینا الا البلاغ.

رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر، مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق، قاری عبدالرشید و حافظ عبدالرؤف کی خالہ محترمہ اور جامعہ کے مدیر التعلیم مولانا محمد عبداللہ کی والدہ محترمہ کا انتقال پُر ملال

مورخہ 7 جولائی بمطابق 8 رمضان المبارک بروز سوموار رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر، مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق، قاری عبدالرشید و حافظ عبدالرؤف کی خالہ محترمہ اور مولانا محمد عبداللہ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ جامعہ علوم اثریہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے پڑھائی جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر اور سیٹھی محمد ارشد کو صدمہ

مورخہ 3 جولائی بروز جمعرات رئیس الجامعہ کے ہم زلف اور سیٹھی محمد ارشد کے بہنوئی باؤ نذیر احمد ساہیوال میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، انتہائی نیک اور بااخلاق انسان تھے۔

مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق، عبدالغفور اسد، سعود احمد و چوہدری عثمان کو صدمہ

مورخہ 21 جولائی بروز سوموار مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق کے ہم زلف، چوہدری عثمان کے والد اور عبدالغفور اسد و سعود احمد کے خالو چوہدری خورشید احمد ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم بااخلاق اور ملنسار انسان تھے۔